فتح وشکست کے حقیقی اسباب !

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

حق تعالیٰ شانہٗ کی قدرت وربوبیت آسمان سے لے کر زمین تک تمام کائنات پر محیط ہے، اس عالم کون وفساد کا کوئی ذرہ نہ اس کی قدرت سے خارج ہے، نہ اس ربوبیت سے بے نیاز، قوموں کا عروج وزوال، ترقی وبربادی، فتح وشکست اور کامیابی وناکامی بھی براہِ راست مشیتِ خداوندی کے تحت داخل ہے۔ الغرض حق تعالیٰ کا غیرمرئی نظامِ قدرت ونظامِ ربوبیت عالم کے ہر ہر جزء میں جاری وساری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں اسباب ومسببات کا ایک ظاہری سلسلہ جاری فرمادیا ہے، لیکن اسباب ومسببات کا خالق ومالک بھی وہی ہے اور اقتدار وتصرف بھی اسی قادرِ مطلق کے قبضۂ قدرت میں ہے، پھر جس طرح اس عالم میں ظاہری اسباب کا سلسلہ جاری ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے کارخانۂ قدرت میں اسباب سے بالاتر بھی ایک مخفی نظام کارفرما ہے۔

ظاہری اسباب بھی اسی وقت مؤثر ہوتے ہیں، جبکہ حق تعالیٰ شانہ کی حکمت ومشیت کا تقاضا ہو، ورنہ اسباب وتدابیر کا تمام کارخانہ بے کار اور معطل ہوکر رہ جاتا ہے، فتح ونصرت کے لیے جس طرح ظاہری اسباب موثر ہیں اس سے کہیں زیادہ باطنی اسباب اور غیبی نظام کی تاثیر فیصلہ کن ہوتی ہے۔

شرقِ اوسط کے دردانگیز حالات پر جہاں تک غور کیا، یہی سانحہ ہوا کہ ظاہری ومادی اسباب ایسے نہ تھے کہ ایسی حیرت ناک اور ذلت آمیز شکست مسلمانوں کو ہوتی، بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہماری بدعملیوں کی پاداش میں قدرت کا مخفی نظام حرکت میں آیا، مصری حکومت پر غلط فہمی اور غفلت طاری کردی گئی، یوں اس کا فوجی نظام تہ وبالا کردیا گیا اور سالہا سال کی جنگی تدبیروں اور دفاعی استحکام کو آن کی آن میں پیوندِ خاک کردیا گیا۔

''إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِينَ ۔'' (التوبۃ:۲۵)

درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تازیانۂ عبرت ہے، تاکہ ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیں، خدافراموش زندگی سے توبہ کرلیں اور حق تعالیٰ سے ٹوٹے ہوئے رشتے کو دوبارہ جوڑلیں، یہ سانحہ کسی خاص ملک کے لیے نہیں، بلکہ مصر، شام، تیونس، الجزائر، حجاز اور کویت بلکہ تمام اسلامی ممالک سبھی کے لیے تازیانۂ عبرت تھا، جیسا کہ ''بینات'' کے سابقہ شمارے میں تفصیلی اشارے کیے گئے تھے، لیکن صدمے کی بات یہ ہے کہ اس عبرت انگیز شکست اور سبق آموز صورت حال سے جیسی عبرت ہونی چاہیے تھی، نہیں ہوئی، واللہ المستعان۔

ماضی کی ہلاک شدہ قوموں کی عبرت ناک تباہی کی داستانیں پڑھنے سے جو بنیادی بات آدمی محسوس کرتا ہے، وہ یہی ہے کہ ان کے دل ودماغ نشۂ غفلت سے اس قدر ماؤف ہوچکے تھے کہ ان پر عذاب آتا مگر انہیں یہ احساس بھی نہ ہوتا کہ یہ حق تعالیٰ کا عذاب ہے، بس یوں ہی اسباب کی طرف منسوب کرکے اپنی جگہ مطمئن ہوجاتے اور اگر کہیں اسباب کا کوئی سرا نہ ملتا تو ان حوادث کو بخت واتفاق کا کرشمہ قرار دے دیا: ''قَدْ مَسَّ أٰبَاءَ نَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ ۔'' غفلت، لاپروائی اور سنگ دلی کی یہی وہ خطرناک سرحد تھی جس سے گزرنے کے بعد ان کا نام ونشان تک مٹادیا گیا: ''هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا.''

موجودہ حسرت ناک اور دردناک صورت حال میں بھی یہی محسوس ہورہا تھا، فتح وشکست کوئی نئی چیز نہیں، بلکہ یہ سلسلہ تو ابتدا ہی سے چلا آرہا ہے، لیکن شکست کے اصلی اور حقیقی اسباب پر غور نہ کرنا قابلِ صد افسوس ہے، قرآن حکیم نے اسی حقیقت کو واضح فرمایا ہے، ارشاد ہے:

''أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ۔'' (التوبۃ:۱۲۶)

''اور کیا وہ دیکھتے نہیں کہ انہیں آزمایا جاتا ہے ہر سال ایک مرتبہ یا دو مرتبہ، پھر بھی نہ وہ توبہ کرتے ہیں اور نہ وہ غور کرتے ہیں۔''

''وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ'' نہایت ہی قابلِ غور ہے۔ نیز ارشاد ہے:

''فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوا

یَعْمَلُوْنَ ۔‘‘ (الانعام:۴۳) ①

’’پھر وہ کیوں نہ گڑگڑائے جب ان پر ہمارا عذاب آیا تھا، لیکن ان کے دل سخت ہوگئے اور اچھا کردکھلایا ان کو شیطان نے جو کچھ وہ پہلے سے کررہے تھے۔‘‘

نیز ارشاد ہے:

’’وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ.‘‘ (المومنون:۷۶)

’’اور یقیناً ہم نے ان کو عذاب میں پکڑا تھا پھر نہ تو وہ اپنے رب کے سامنے جھکے اور نہ وہ گڑگڑاتے ہیں۔‘‘

اسی قسم کی آیات سے واضح ہے کہ حوادث سے عبرت نہ پکڑنا اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع نہ کرنا نہایت خطرناک حالت ہے۔

---

①..... کتنا عجیب نقشہ ہے جو قرآن حکیم نے ’’در حدیثِ دیگراں‘‘ خود ہماری صورت حال کا کھینچ کر رکھ دیا، جنگ سے ذرا پہلے ہمارے یہاں یہ بحث چھڑی ہوئی تھی کہ ہماری ترقی کے لیے سب سے بڑی رکاوٹ یہی مذہبیت، رجعت اور ملائیت ہے، اسے ختم کرکے اسلامی اشتراکیت اور اسلامی سوشلزم کو لانا چاہیے، مصر غریب جس کی اشتراکیت پسندی اور تجدد پرستی کے حوالے یہاں بار بار دیے جاتے تھے، سب نے دیکھا کہ وہ ’’عِبَادًا لَّنَا أُولِيْ بَأْسٍ شَدِيْدٍ‘‘ کی تاب چار دن بھی نہیں لا سکا، لیکن ہمارے فکر ونظر میں اب بھی تبدیلی نہیں ہوئی، ہمارے مفکرین کا رُخ اب بھی مذہب کش اشتراکیت ہی کی طرف ہے، اُمت کے عمومی فسادِ مزاج کی انتہاء یہ ہے کہ سقوطِ بیت المقدس کے بعد بھی سینماؤں میں سیرۃ النبیؐ کے اجلاس منعقد کیے جاتے ہیں اور عربوں کے نقصانات کی تلافی کے لیے عرب عورتوں کے مینا بازار جیسے شرمناک اور حیا سوز مناظر کا اہتمام کیا جاتا ہے: ’’وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْءً فَلَامَرَدَّ لَهٗ.‘‘ نظریں اس طرف تو کبھی کی جاتی ہیں کہ مسلمان سائنس اور ٹیکنالوجی میں پیچھے رہ گئے تھے، اس لیے انہیں شکست ہوئی اور ایک معاصر نے تو یہاں تک مشورہ دے ڈالا کہ پاکستان میں مسجدوں پر جتنے ٹکے مسلمان برباد کررہے ہیں، وہ سب سائنسی ترقی اور فوجی استحکام پر خرچ کیے جانے چاہئیں، لیکن اس طرف کسی کی نظر نہیں جاتی کہ یہ اُمت تعلق مع اللہ، ایمانی قوت اور خود اعتمادی کی دولت کھو بیٹھی ہے، اس لیے بیت المقدس سے اقوامِ متحدہ تک اس کی حیثیت گھاس پھوس کی ہوکر رہ گئی ہے، جس کی نہ کوئی قیمت ہے، نہ کوئی وزن۔ (مدیر)

..... ❀ ..... ❀ ..... ❀ .....